جھوٹی گواہی

آیت اللہ شہید دستغیبؒ

ایسا گناہ جس کے کبیرہ ہونے کی صراحت موجود ہے، جھوٹی گواہی دے دینا ہے، حضرت عبدالعظیم نے امام تقی علیہ السلام سے جو روایت نقل فرمائی ہے اس سے بھی یہی بات ثابت ہے، فضل ابن شاذان نے امام علی رضا علیہ السلام سے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے اور اعمش نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گناہانِ کبیرہ کی جو فہرست حاصل کی ہے اس سے بھی جھوٹی گواہی کا گناہِ کبیرہ ہونا ثابت ہے، جھوٹ کے موضوع میں پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے کہ جھوٹ ایک گناہِ کبیرہ ہے اور اسی کی ایک شاخ ''جھوٹی گواہی'' ہے۔

حضرت عبدالعظیم نے جو صحیح روایت نقل فرمائی ہے اس میں امام علیہ السلام نے جھوٹی گواہی کے گناہِ کبیرہ ہونے کی دلیل کے طور پر مندرجہ ذیل آیت بیان فرمائی تھی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْر (۱)

اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے (ایسے ہی لوگوں کی جزا جنت کے اعلیٰ درجات ہیں) اس آیت میں لفظ ''زُور'' کے معنیٰ ہیں ''باطل کو حق ظاہر کرنا''

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْر (۲)

بتوں کی پرستش سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عَدَلَتْ شَھَادَۃُ الزُّوْرِ الشِّرْکَ بِاللہِ

جھوٹی گواہی دینا کسی کو خدا کا شریک قرار دینے کے برابر ہے!

تفسیر ابوالفتح رازی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ مسلسل تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور پھر یہ (سورۂ حج ۲۲: آیت ۳۰ والی) آیت تلاوت فرمائی۔

ایسی ہی حدیث مستدرک الوسائل میں حضرت امام محمد باقرؑ سے بھی منسوب ہے کہ:

خداوند تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جھوٹی گواہی کو شرک کے مساوی قرار دیا ہے! یعنی بتوں سے پرہیز کرنے کے بیان کے ساتھ ہی جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بھی پرہیز کا حکم آیا ہے۔

''قولِ زُور'' سے مراد غنا اور جھوٹ

ابھی جو روایتیں ذکر ہوئی ہیں، اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآنِ

مجید میں جہاں لفظ ''ذُور'' آیا ہے، اس سے مراد ''جھوٹ'' ہے، جب کہ ایسی ہی آیتیں غنا اور گانے کے موضوع میں بھی آچکی ہیں اور لفظ ''ذُور'' کے معنی بعض روایتوں کی رو سے غنا یا گانے بجانے کے بھی ہیں، ان دونوں قسموں کی روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، دراصل لفظ ''ذُور'' ہر باطل اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں اور ان میں سرفہرست گانے بجانے کے علاوہ جھوٹ اور جھوٹی گواہی بھی ہے۔

> خداوند تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جھوٹی گواہی کو شرک کے مساوی قرار دیا ہے! یعنی بتوں سے پرہیز کرنے کے بیان کے ساتھ ہی جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بھی پرہیز کا حکم آیا ہے۔

جھوٹی گواہی دینے والے پر عذابِ جہنم

حضرت امام با محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَّشْهَدُ بِشَهَادَةِ ذُوْرٍ عَلىٰ مَالِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ لِيَقْطَعَهُ اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ مَكَانَهُ صَكّاً اِلَى النَّارِ (کتاب کافی)

جب کوئی شخص کسی مسلمان آدمی کا مال اس سے چھین لینے کے لئے جھوٹی گواہی دیتا ہے تو خدا اُسی وقت اس جھوٹی گواہی دینے والے کے لئے سخت شعلوں والی آگ کا عذاب لکھ دیتا ہے!

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

شَاهِدُ الزُّوْرِ لَا تَزُوْلُ قَدَمَاهُ حَتّٰى تَجِبَ لَهُ النَّارُ (کتاب کافی)

جھوٹی گواہی دینے والا آدمی ایسی گواہی دینے کے بعد اپنی جگہ سے قدم نہیں بڑھا پاتا کہ اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَا يَنْقَضِي كَلَامُ شَاهِدِ الزُّوْرِ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْحَاكِمِ حَتّٰى يَتَبَوَّءَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (کتاب کافی)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حاکم کے سامنے جھوٹی گواہی دینے والے کی گواہی ابھی پوری بھی نہیں ہوتی کہ اس کا ٹھکانا جہنم میں طے پا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

قَالَ مَنْ شَهِدَ شَهَادَةَ زُوْرٍ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ عُلِّقَ بِلِسَانِهِ مَعَ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

کسی بھی انسان کے خلاف جو شخص جھوٹی گواہی دے گا اسے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں منافقوں کے ساتھ اس کی زبان سے لٹکا دیا جائے گا۔

مَنْ حَبَسَ مِنْ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ شَيْئاً مِّنْ حَقِّهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ بَرَكَةَ الرِّزْقِ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبَ (وسائل الشیعہ)

اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا کوئی حق ضبط کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس وقت تک اس کے رزق سے برکت ہٹا لے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

حضرت امام محمد باقرؑ اپنے جدامجد رسول خداؐ کی یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً اَوْ شَهِدَ بِهَا لِيُهْدِرَ بِهَا دَمَ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اَوْ لِيَزْوِيَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اَتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِوَجْهِهِ ظُلْمَةٌ مَدَّ الْبَصَرِ وَفِيْ وَجْهِهِ كُدُوْحٌ تَعْرِفُهُ الْخَلَائِقُ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ (۳)

یعنی جو شخص شرعی حاکم کے سامنے گواہی چھپائے گا یا کسی مسلمان آدمی کا خون بہانے یا اس کا مال چھین لینے کی نیت سے جھوٹی گواہی دے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں محشور ہوگا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے حدِ نگاہ تک اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا اور اس کے چہرے پر خراشیں لگی ہوں گی اور لوگ اُسے اس نام اور نسب سے پہچانیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

قَالَ مَنْ شَھِدَ شَھَادَۃَ زُوْرٍ عَلٰی اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عُلِّقَ بِلِسَانِہٖ مَعَ الْمُنَا فِقِیْنَ فِیْ الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

کسی بھی انسان کے خلاف جو شخص جھوٹی گواہی دے گا اسے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں منافقوں کے ساتھ اس کی زبان سے لٹکا دیا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا یہ ارشاد ہے:

قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَلْبرِ الْکبائِرِ؟

کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہِ کبیرہ بتاؤں؟

قُلْنابَلٰی یَا رَسُوْلَ اللہِ اصحاب کہتے ہیں کہ ہم نے کہا" کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

قَالَ اَلْاِشْرَاکُ بِااللہِ تعالیٰ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ

خدائے تعالیٰ کا کسی کو شریک قرار دے دینا اور والدین کے ہاتھوں عاق ہو جانا۔

وَکَانَ مُتکِأً فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا:

اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ

آگاہ ہو جاؤ اور ہر جھوٹی بات بھی سب سے بڑا گناہِ کبیرہ ہے!

راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کی مذمت میں اتنی بار تاکید کی تھی کہ ہم سوچتے تھے کہ اے کاش وہ اتنی تاکید نہ فرماتے۔(۴)

ظاہر ہے قَوْل زُور میں یا ہر جھوٹی بات میں جھوٹی گواہی بھی شامل ہے اور رسولِ خدا نے اسے ایک گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے، ایک تو خود جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے، دوسرے ایک مسلمان پر بہتان بھی جھوٹی گواہی میں ہوتا ہے، بہتان بھی گناہِ کبیرہ ہے، تیسرے یہ کہ جھوٹی گواہی کی بنیاد پر کسی مظلوم پر ظلم ہو جاتا ہے اور ظلم خود ایک گناہِ کبیرہ ہے، اس کے علاوہ یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کے ذریعے آدمی ناجائز مال کو اپنے لئے ظاہری طور پر جائز ثابت کرنا چاہتا ہے، حرام خدا کو حلال ظاہر کرنا خود ایک گناہِ کبیرہ ہے، اور دوسروں کا حق غصب کرنا بھی ایک گناہِ کبیرہ ہے، بہر حال یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جھوٹی گواہی اس لئے ایک سب سے بڑا گناہِ کبیرہ ہے کہ یہ کئی گناہانِ کبیرہ کا مجموعہ ہے۔

کسی چیز کا علم ہونے کے بعد گواہی دی جائے

جھوٹی گواہی دینے کے سلسلے میں فرق نہیں ہے کہ آدمی جھوٹ کو جھوٹ جانتے ہوئے جھوٹی گواہی دے یا بغیر یقین کے یونہی گواہی دے ڈالے جو حقیقت میں جھوٹی ہو۔ یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے۔ آدمی پر واجب ہے کہ وہ اس وقت گواہی نہ دے جب تک اسے اپنے سچّا ہونے کا یقین نہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

لَا تَشْھَدْ بِشَھَادَۃٍ حَتّٰی تَعْرِفَھَا کَمَا تَعْرِفُ کَفَّکَ(۵)

اس وقت تک کوئی گواہی مت دو جب تک کہ تمہیں اس کے بارے میں ایسا یقین حاصل نہ ہو جیسا یقین تمہیں اپنی ہتھیلی کے وجود کے بارے میں ہے۔

وَقَالَ النَّبِیُّ لِمَنْ سَأَلَہُ عَنِ الشَّھَادَۃِ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گواہی دینے یا نہ دینے کے بارے میں پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَرَی الشَّمْسَ؟ کیا تم سورج کو دیکھ رہے ہو؟ قَالَ نَعَم اس شخص نے عرض کیا جی ہاں! فَقَالَ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لاَ مِثْلِهَا فَشْهَدْ اَوْ دَع(۶)

ایسی سورج کی سی گواہی دے دیا کرو، اور اگر ایسا آنکھوں دیکھا یا اس جیسا یقین نہ ہو تو گواہی مت دو۔

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کا ارشاد ہے:

لِیَؤدِ الشَّاھِدُ مَا یَشْھَدُ عَلَیْہِ وَ لْیَتَقِ اللہَ رَبَّہ فَمَنِ الزُّوْرِ اَنْ عَشْھَدَ الرَّجُلُ بِمَا لَا یَعْلَمْ اَوْ یُنْکِرَ مَا یَعْلَمْ

گواہ کو صرف وہی گواہی دینی چاہیئے جو وہ یقین سے جانتا ہو، اسے یعنی اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے، زُور (جھوٹی بات) یہ بھی ہے کہ آدمی یقین کے بغیر ہی گواہی دے ڈالے یا ایک چیز کا یقین ہے مگر وہ اس سے انکار کر بیٹھے۔

وَ قَدْ قَالَ اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلہِ غَیْرَ مُشْرِ کِیْنَ بِہ

خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ ہر جھوٹی بات سے پرہیز کرو، خدا کی خاطر خود کو برائیوں سے پاک رکھو اور شرک نہ کرو۔

فَعَدَلَ تَبَرَکَ اسْمُہ شَھَادَۃَ الزُّوْرِ بِالشِّرْکِ(۷)

پس خداوند تعالیٰ نے جھوٹی گواہی کو شرک کے ہم پلہ قرار دے دیا ہے!

جھوٹی گواہی دینے والے کی رسوائی

ہوتا یہ ہے کہ شرعی حاکم کے پاس اگر گواہ اپنی گواہی کے جھوٹے ہونے کا اقرار کر بیٹھے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا اس نے جان بوجھ کر جھوٹ کو جھوٹ سمجھتے ہوئے گواہی دی تھی یا نہیں، اگر اس نے عمداً جھوٹی گواہی دی تھی تو اس کو فاسق قرار دے دیا جاتا ہے، لیکن اگر خطا اور اشتباہ کا احتمال ہو تو گواہ کو فاسق شمار نہیں کیا جاتا، یعنی بعد میں بھی اس کی گواہی قابل قبول نہیں رہتی، خواہ گواہ فاسق شمار ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں

> اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا کوئی حق ضبط کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس وقت تک اس کے رزق سے برکت ہٹا لے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

اس کی تلافی کرنا گواہ پر واجب ہو جاتا ہے، مزید تفصیلات فقہی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

گواہی کے جھوٹے ثابت ہونیکا ایک طریقہ خود اقرار ہے یعنی گواہ اپنی گواہی کے جھوٹا ہونے کا اقرار کرے، گواہی کے جھوٹے ثابت ہونے کا دوسرا طریقہ بیّنہ کہلاتا ہے، یعنی دو عادل آدمی گواہ کے خلاف گواہی دیں تو بھی گواہی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے، ان دونوں طریقوں کے علاوہ بھی گواہ کو جھوٹا قرار دینے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ شرعی حاکم کو کسی بنیاد پر یقین ہو جائے کہ گواہ نے دھوکہ کیا ہے اور جھوٹ بولا ہے، پس اپنے یقین کی بنیاد پر حاکمِ شرع گواہ کو مسترد کر دے گا، اگر جھوٹی گواہی کی وجہ سے کسی کو نقصان ہوا ہے تو گواہ سے اس کا عوض دلوائے گا اور گواہ کیلئے سزا تجویز کرے گا، یعنی ڈانٹے گا یا جس حد تک مصلحت ہو کوڑے مارے گا تا کہ آئندہ وہ جھوٹی گواہی سے باز رہے، حکم سزا متعین ہے تا کہ کوئی شخص اس کی گواہی سے دھوکہ نہ کھائے اور کسی سلسلے میں اس پر اعتماد نہ کرے، اس طرح جھوٹی گواہی دینے والا شخص معاشرے میں رسوا ہو کر رہ جاتا ہے اور اس طرح معاشرے کا نظام محفوظ ہو جاتا ہے، تعزیر اور گواہ کے خلاف اعلان عام دونوں صورتوں میں ہوتا ہے خواہ اس کی گواہی کی بنیاد پر حاکم شرع حکم سُنا چکا ہو یا نہیں۔

ان کی گواہی کو کبھی قبول نہ کیا جائے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ شُھُوْدَ الزُّوْرِ یُجْلَدُوْنَ جَلْدًا لَیْسَ لَہ وَقْتٌ ذٰلِکَ اِلَی الْاِمَامِ وَ یُطَافُ بِھِمْ حَتّٰی یَعْرِفَھُمُ النَّاسُ

جھوٹی گواہی دینے والوں کو ڑے لگائے جانے چاہئیں، اور کوڑوں کی تعداد معین کرنا امام علیہ السلام (یا

حاکم شرع) کی مرضی پر ہے اور جھوٹی گواہی دینے والوں کو شہر میں گھمایا جانا چاہیئے تا کہ لوگ ان کو اچھی طرح پہچان لیں (اور آئندہ ان پر بھروسہ نہ کریں)

پھر امام علیہ السّلام نے یہ آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی:

وَ لَا تَقْبَلُ لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا (۸)

اور پھر آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یاد رکھو کہ یہ لوگ فاسق ہیں، ہاں مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی۔

تو خدا بڑا مہربان ہے یعنی توبہ اور اصلاح کے بعد ان کی گواہی پھر قابل قبول ہے، روای کہتا ہے کہ میں نے امامؑ سے دریافت کیا بِمَ یُعْرَفُ تَوْبَتُه؟ کس طرح معلوم ہوگا کہ اس نے توبہ کر لی ہے؟

قَالَ یُکَذِّبُ نَفْسَه عَلٰی رُؤسِ الْاَشْهَادِ حَیْثُ یُضْرَبُ وَیَسْتَغْفِرُ رَبَّه فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ فَثَمَّ ظَهَرَتْ تَوْبَتُه (۹)

جس جگہ پر اس کو تعزیر کے سلسلے میں کھڑے لگائے گئے ہوں وہیں وہ گواہوں کے مجمع کے سامنے اپنی گواہی کو جھوٹا قرار دے اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرے، جب وہ ایسا کرے گا تو اس طرح اس کی توبہ ظاہر ہو جائے گی۔

خسارے کو پورا کرے

اگر جھوٹی گواہی کی وجہ سے کسی مسلمان کی جان مال یا عزت کا نقصان ہو ہو تو خود جھوٹے گواہ سے قصاص لیا جاتا ہے اور نقصان کی تلافی کی جاتی ہے، جمیل نامی راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جھوٹی گواہی دینے والے شخص کے بارے میں یہ صحیح روایت نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا

(قَالَ) اِنْ کَانَ الشَّیْئُ قَائِمًا بِعَیْنِه رَدَّ عَلٰی صَاحِبِه، وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ ضَمِنَ بِقَدْرِ مَا اَتْلَفَ مِنْ مَالِ الرَّجُلِ (۱۰)

یعنی اگر چیز بعینہ باقی ہے تو اس کے مالک کو واپس لوٹا دے اور اگر چیز باقی نہیں ہے تو جس حد تک اس نے دوسرے آدمی کا مال تلف کیا ہے اُس حد تک وہ (جھوٹا گواہ) ذمہ دار ہے۔

یعنی وہ اسی جیسی دوسری چیز اصل مالک کو لا کر دے گا یا اس کی قیمت ادا کریگا، مزید معلومات کے لئے فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

> حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:
> لَا تَشْهَدْ بِشَهَادَةٍ حَتّٰی تَعْرِفَهَا کَمَا تَعْرِفُ کَفَّکَ
> اس وقت تک کوئی گواہی مت دو جب تک کہ تمہیں اس کے بارے میں ایسا یقین حاصل نہ ہو جیسا یقین تمہیں اپنی ہتھیلی کے وجود کے بارے میں ہے۔

اس گناہ سے توبہ

جھوٹی گواہی جیسے گناہِ کبیرہ کی توبہ کا طریقہ بھی معلوم ہوگیا؟ توبہ کرنے کے لئے، خواہ وہ کسی گناہ کی ہو، آدمی کو اپنے کئے پر پہلے سخت پشیمان ہو جانا چاہیے، پروردگار سے اس کے حکم کی مخالفت پر استغفار کرنا چاہیے اور جس مسلمان کو نقصان پہنچا ہو، اس کی تلافی کر دے، خداوندِ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْم (۱۱)

ہاں مگر جو لوگ توبہ کر لیتے ہیں اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں (یا معاملے کی اصلاح کر لیتے ہیں اور تلافی کر دیتے

ہیں) تو خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

سچی گواہی سے اجتناب

گناہِ کبیرہ میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی شرعی عدالت میں اپنی سچی گواہی دینے سے اجتناب کرے، حضرت عبدالعظیم نے امام محمد تقیؑ سے جو صحیح روایت نقل فرمائی ہے، اُس میں صاف طور پر اِسے بھی گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے، حق کو حق ثابت کرنے اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لئے کچھ شرطوں کی موجودگی میں جو بیان ہوں گی، گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے، مذکورہ صحیح روایت میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام گواہی چھپانے کے گناہِ کبیرہ ہونے کی دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَاتَعْلَمُوْنَ عَلِيْمٌ (۱۲)

اور تم گواہی کو نہ چھپایا کرو، جو شخص گواہی کو چھپائے گا بیشک اس کا دل گنہگار ہے اور جو تم لوگ کرتے ہو خدا اس کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں آثِمٌ قَلْبُہ کہا گیا ہے اور دل کو گنہگار بتایا گیا ہے، اس میں دو نکتے ہیں۔ایک تو یہ کہ گواہی چھپانا ایک قلبی گناہ ہے، یعنی ایسا گناہ ہے، جو دل کرتا ہے اور اس میں اعضاء و جوارح براہِ راست کچھ نہیں کرتے، آدمی دِل میں حقیقت کو چھپالیتا ہے اور زبان سے ظاہر نہیں کرتا، دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جس حد تک دل کو جسم کے تمام اعضاء و جوارح پر فضیلت حاصل ہے، اسی حد تک دِل کا گناہ بھی اعضاء و جوارح کے گناہ سے زیادہ بڑا ہے، بالکل اسی طرح جیسے دل کی اِطاعتِ خدا، اُس اطاعت سے کہیں اُفضل ہے جو اعضاء و جوارح کے ذریعے ہوتی ہے، یہ دِل ہی ہے جو آدمی کو شرک جیسے سب سے بڑے گناہ میں آلودہ کر دیتا ہے، دِل کے گناہ، بہر حال اعضاء و جوارح کے گناہ سے کہیں زیادہ بڑے ہوتے ہیں، دِل کے انہی گناہوں میں سے ایک اسی آیت شریفہ کی رو سے شرعی عدالت میں گواہی کو چھپانا ہے، اسی آیت کے آخر میں مزید تاکید کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ بِمَاتَعْلَمُوْنَ عَلِيْمٌ یعنی خواہ وہ لوگ تمہارے دِل کے اس گناہ کو نہ جانیں، لیکن خدا تو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ ضرور اس کی سزا دے گا۔

خداوند تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا۔ (۱۳)

اور جب گواہوں کو گواہی کے لیے بلایا جائے تو ان کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ (۱۴)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدا کی طرف داری میں گواہی موجود ہو لیکن وہ اس گواہی کو چھپا دے!

ایسا شخص یقیناً ان اہلِ کتاب کی طرح سے ہے جنھوں نے توریت اور انجیل میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف پڑھ لئے تھے مگر اس کے باوجود ان کو چھپالیا تھا!

سچّی گواہی دیجئے، خواہ آپ کو نقصان ہو

سورۂ نساء میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَن تَعْدِلُوا وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱۵)

اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے (محض) اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو جاؤ خواہ (گواہی) خود تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا (تمہارے) رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو، چاہے (جس کے خلاف گواہی ہو) مال دار ہے یا محتاج، اللہ ان

دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کیا کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ (گے) اور اگر تم (گواہی میں) پیچ دار بات کرو گے یا (حق سے) پہلوتہی کرو گے تو بیشک اللہ ان سب کاموں سے جو تم کر رہے ہو خبر دار ہے۔

پس آدمی کو دولت مندوں سے ڈر کر یا غریبوں پر رحم کھانے کے عنوان سے بھی گواہی نہیں چھپانی چاہیئے یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ بچارے غریب کے خلاف گواہی دے دی تو اس کا کیا بنے گا، پس گواہی کے سلسلے میں نہ تو اپنی ذاتی مصلحت مدنظر رکھنی چاہیے اور نہ ہی دوسروں کی منفعت کا لحاظ کرنا چاہیئے، ہر حال میں پس حکمِ خداوندی کو مدِّنظر رکھنا چاہیے۔

دشمن کے حق میں بھی انصاف

سورہ مائدہ میں ارشاد ہے:

يَاايُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْ اَقَوَّمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بَالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِ مَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰىٓ اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوْ اَقْرَبْ لِتَقْوٰى وَاتَّقُو اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَاتَعْمَلُوْنَ (١٦)

اے ایمان لانے والو! خدا کی خوشنودی کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے پر تیار ہو، تمہیں کسی قبیلے کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو، خبر دار، بلکہ تم ہر حال میں انصاف ہی کرو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسے ضرور جانتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں یہ حکم موجود ہے کہ گواہی صرف خوشنودیِ خدا کے لیے ہونی چاہیئے اور کسی قسم کی دشمنی حق گوئی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننی چاہیے۔

ایک اور جگہ اور ارشاد ہے:

وَاَقِيْمُوْ الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ (١٧)

اور خدا ہی کے لئے تم ٹھیک ٹھیک گواہی دیا کرو۔

سچی گواہی چھپانے والے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ كَتَمَهَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ لَحْمَه عَلٰى رُؤسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو شخص گواہی چھپائے گا قیامت کے دِن اس کا گوشت کاٹ کر خدا سب لوگوں کے سامنے اسے حکم دے گا کہ وہ اپنا گوشت خود کھائے!

امام محمد باقر علیہ السلام یہ بھی فرماتے ہیں کہ گواہی چھپانے کی مذمت میں آنے والی آیت میں فَاِنَّه اٰثِمٌ قَلْبُه سے مراد كَافِرٌ قَلْبُه ہے، یعنی جو شخص گواہی چھپاتا ہے اس کا دِل کافر ہوتا ہے! یعنی اس کے دِل میں کفر ہوتا ہے۔

امام علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

مَنْ رَجَعَ عَنْ شَهَدَةٍ اَوْ كَتَمَهَا اَطْعَمَه اللّٰهُ لَحْمَه عَلٰى رُؤسِ الْخَلَائِقِ وَيَدْخُلُ النَّارَ وَهُوَ يَلُوْكُ لِسَانَه (١٨)

یعنی جو شخص گواہی دینے سے پھر جائے گا یا سرے سے گواہی چھپالے گا، خداوند تعالیٰ (قیامت کے دن) سب لوگوں کے سامنے اس کا گوشت خود اسی کو کھلوائے گا اور ایسا شخص جب جہنّم میں داخل ہوگا تو اپنی زبان دانتوں سے کاٹ رہا ہوگا!

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں

وَاِنْ سُئِلْتَ عَنِ الشَّهَادَةِ فَاَدِّهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ كُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (١٩)

جب تم سے گواہی مانگی جائے تو گواہی ضرور دو

اس لئے کہ خدائے عزّوجل فرماتا ہے:

بے شک خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہلِ لوگوں تک پہنچا دو۔

گواہی خود ایک امانت ہے اس کے علاوہ خدائے تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے

(وَ قَالَ تعالیٰ) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمّنْ کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَه مِنَ الله (۲۰)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدا کی طرف داری میں گواہی موجود ہو لیکن وہ اس کو چھپا دے! (وسائل الشیعہ)

تفسیر علی ابن ابراہیم قمی میں حضرت امیر المومنینؑ کا یہ قول نقل ہے کہ:

جو شخص کوئی گواہی اپنے پاس رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ظاہر کر دے، جب اس سے گواہی طلب کی جائے تو وہ بتا دے، کسی کی ملامت سے نہ ڈرے، اپنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بہر حال انجام دے!

کیا گواہ بننا واجب ہے؟

جب کوئی مسلمان اپنے دینی بھائی سے خواہش کرتا ہے کہ وہ اس کا ساتھ دے اور گواہی کے لئے شرعی عدالت میں حاضر ہو جائے، یا کسی معاملے میں گواہ بن جائے تاکہ اگر آئندہ گواہی کی ضرورت پڑے تو گواہی دے سکے، تو آیا شرعاً اس کی یہ خواہش پوری کرنا واجب ہے یا نہیں؟ فقہا و مجتہدین کے درمیان مشہور یہی ہے کہ گواہی دینے پر یا کسی معاملے کا گواہ بن جانے پر آمادہ ہو جانا واجب ہے۔

خداوندِ تعالیٰ خود حکم فرماتا ہے کہ

واسْتَشْهِدُوْا اَوْاشَهِيْدَيْنِ مِنَ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْن فَرَجُلُ وَّامْرَءَتَان مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدَاهُمَافتُذ كرّ اِحْدٰاهُمَا الْأُخرٰى وَلِا يَأْبَ الشُّهَدَآءُاِذَامَادُعُوْا (۲۱)

اور اپنے لوگوں میں سے جن لوگوں کو تم گواہی کے لئے پسند کرو کم سے کم دو مردوں کی گواہی کرا لیا کرو، پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو کم سے ایک مرد اور دو عورتیں، کیونکہ ان دونوں میں سے اگر ایک بھول جائے گی تو ایک دوسری کو یاد دلا دے گی اور جب گواہ بلائے جائیں تو انہیں گواہی کے لئے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

ہشام کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا

وَ لَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ اِذَا مَادُعُوْا (۲۲)

اور جب گواہ بلائے جائیں تو انہیں گواہی کے لئے انکار نہیں کرنا چاہیے سے مراد گواہ بننے کے لئے بلائے جائیں ہے۔

قَالَ قَبْلَ الشَّهَادَةَ یعنی امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اصل شرعی حاکم کے پاس گواہی دینے سے قبل کی گواہی مراد ہے۔ اور اسی آیت کے بعد والی آیات میں وَلَاتَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ سے مراد ہے کہ حاکمِ شرعی کے پاس گواہی کو مت چھپاؤ۔

بہت سی روایتوں میں آیا ہے کہ گواہ بن جانا واجب ہے۔ مثلاً محمد بن فضیل نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَ مَا دُعُوْا جب گواہوں کو بلایا جائے تو ان کو انکار نہیں کرنا چاہیے، سورہ بقرہ ۲: آیت ۲۸۲ کے یہ معنی نقل کئے ہیں کہ

فَقَالَ اِذْدَعَاکَ الرَّجُلُ لِتَشْهَدَلَه عَلٰى دَيْنٍ اَوْ عَلٰى حَقٍّ لَمْ يَسَعْ لَکَ اَنْ تُقَاعِسَ عَنْهُ (وسائل الشیعہ، گواہی کے ابواب، باب اوّل)

جب کوئی شخص تم کو کسی قرضے یا کسی حق کے سلسلے میں گواہ بننے کی خاطر بلائے تو تم کو اتنی چھوٹ نہیں ہے کہ اس سے لاپرواہی کرو!

جب خداوند تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۲ میں حاکم شرع کے سامنے گواہی دینے کو واجب قرار دے دیا ہے تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ آدمی پہلے گواہ بن چکا ہو، جب آدمی کسی معاملے میں گواہ کا کردار ادا کر چکا ہو تب کہیں جا کر وہ عدالت میں گواہی دے سکے گا، اس کے علاوہ جب گواہ بنانے کا حکم ہے تو معقول نہیں ہے کہ ایک شخص پر واجب ہو کہ وہ

دوسرے کو گواہ بننے کے لئے کہے لیکن دوسرے پر گواہ بننا واجب نہ ہو۔

وہ لوگ جن کی دُعا قبول نہیں ہوتی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: چار قسم کے لوگوں کی دعا مستجاب نہیں ہوتی:

۱۔ ایسا شخص جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے اپنے گھر میں بیٹھا رہے، کمانے کی کوشش نہ کرے، اور دعا کرے کے خدایا مجھے روزی دے! ایسے شخص کو جواب دے دیا جاتا ہے کہ کیا ہم نے تجھے طلب رزق میں کوشش کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟!

۲۔ ایسا شخص جو اپنی بیوی کے لئے بد دعا کرے، اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ آیا کہ یہ مسئلہ ہم نے تیرے اختیار میں نہیں دے دیا تھا کہ اگر ایسی بیوی نہیں چاہتا تو اسے رشتہ ازواج سے آزاد کر دے!

۳۔ ایسا شخص جس کا کچھ مال تھا لیکن اس نے اسراف کیا اور بے ہودہ کاموں میں اسے ضائع کر ڈالا، اب اگر وہ دُعا کرے کہ خدایا مجھے روزی دے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ آیا ہم نے تجھے اعتدال سے خرچ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟

۴۔ اور ایسا شخص جو اپنا کچھ مال دوسرے کو قرض دے، لیکن اس معاملے پر کسی کو گواہ نہ بنائے، ایسی صورت میں اگر قرض دار شخص انکار کر دے تو اس کی دعا کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ کیا ہم نے تمہیں گواہ بنانے کا حکم نہیں دیا تھا؟! (کتاب عِدَۃُ الدَّاعی)

اس بناء پر جب کوئی آدمی کسی سے گواہ بننے کی درخواست کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ گواہ بن جائے، اگر چہ گواہی کے لیے اُسے کہیں جانا بھی پڑے، اس پر واجب ہے کہ وہ لاپرواہی نہ کرے اور تمام اہم باتوں پر توجہ دے، دیکھی اور سُنی ہوئی تمام باتوں کو ذہن نشین کرے، یا اپنے پاس لکھ کر محفوظ رکھے، تاکہ ضرورت کے وقت یا گواہی دیتے وقت کوئی بھول یا اشتباہ نہ ہو جائے اور وہ یقین کے ساتھ حقیقت بتا سکے۔

گواہی دینا واجب اور اس کا چھپانا حرام

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کسی کی درخواست کے بغیر اور خود اپنی خواہش کے بغیر ہی گواہ بن بیٹھتا ہے، مثلاً یہ ہوتا ہے کہ وہ گزرتے ہوئے کسی چیز کو دیکھ لے یا کوئی بات سُن لے، بعد میں اگر اس سے گواہی طلب کی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر وہ گواہی دے دے تو کسی مسلمان کو وہ نقصان سے بچا سکے گا یا اُسے اس کا حق مل جائے گا، جب کہ اگر گواہی نہ دے تو اس مسلمان کو ضرر پہنچے گا یا اسے اس کا حق مل جائے گا، جب کہ اگر گواہی نہ دے تو اس مسلمان کو ضرر پہنچے گا یا اس کا حق حاصل نہ ہوگا، ایسی صورت میں گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے، بلکہ اگر اس شخص کو گواہ پہچانتا نہ ہو جو حق پر ہو، یا بُھول گیا ہو، تب بھی واجب ہے کہ وہ خود کو شرعی قاضی کے پاس گواہ کے طور پر پیش کرے اور جو کچھ دیکھا یا کہ سُنا تھا وہ

> یہ بات جان لینی چاہیے کہ گواہی دینے سے کسی مسلمان کی جان، مال، عزّت یا خود گواہ کی جان، مال یا عزّت کو خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیے، گواہی چھپانا اس لئے حرام ہے اور گواہی دینا اس لئے واجب ہے تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم رہے اور معاشرے کا نظام صحیح روش پر چلتا رہے، ظلم کا خاتمہ ہو، ظالم کو سزا ملے اور حق دار کو اُس کا حق، لیکن جب خود گواہی دینا ظلم کا سبب بن رہا ہو تو ایسی گواہی چھُپا لینا واجب ہے،

بتا دے، ایسی صورت میں جب کہ کسی مسلمان کا حق ضائع ہو رہا ہو اور اسے ضرر پہنچ رہا ہو، خاموشی اختیار کرنا حرام ہے، مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو ظلم سے روکنا اگر ممکن ہو تو واجب ہوتا ہے، لیکن اگر گواہی نہ دینے اور سکوت اختیار کر لینے کی صورت میں کسی مسلمان کا حق ضائع نہ ہوتا ہو یا اسے ضرر نہ پہنچتا ہو تو گواہی دینا واجب نہیں ہے، ایسی صورت میں اگر اسے گواہی دینے کے لئے بھی کہا جائے تو بھی وہ گواہی دینے سے انکار کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کو باقاعدہ گواہ نہیں بنایا گیا تھا اور اب گواہی دینے سے کسی کا نقصان بھی نہیں ہو رہا ہے۔

محمد ابن مسلم، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ صحیح روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا سَمِعَ الرَّجُلُ الشَّهَادَةَ وَلَمْ يُشْهَدْ عَلَيْهَا اِنْ شَاءَ شَهِدَ وَاِنْ شَاءَ سَكَتَ (۲۳)

یعنی اگر آدمی کوئی گواہی سُن لے لیکن اسے گواہ نہ بنایا گیا ہو تو اس کی مرضی ہے کہ چاہے تو گواہی دے دے اور چاہے تو سکوت اختیار کرے۔

جس بات پر یقین ہے اس کی گواہی دو

گواہ کو گواہی کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح توجہ دینی چاہیئے اور گواہی دینے کا موقع آئے تو صرف ان ہی باتوں کی گواہی دینی چاہیئے جن پر اسے یقین ہے، ایسی باتیں گواہی میں نہیں پیش کر دینی چاہیں جو اس نے خود نہ سُنی ہوں یا جنہیں اس نے خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو، جس طرح کہ خود حدیث میں ہے کہ گواہی کی بات سورج کی جیسی روشن اور واضح ہونی چاہیے۔

جب سچی گواہی سے کسی پر ظلم ہو

یہ بات جان لینی چاہیے کہ گواہی دینے سے کسی مسلمان کی جان، مال، عزت یا خود گواہ کی جان، مال یا عزت کو خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیے، گواہی چھپانا اس لئے حرام ہے اور گواہی دینا اس لئے واجب ہے تا کہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم رہے اور معاشرے کا نظام صحیح روش پر چلتا رہے، ظلم کا خاتمہ ہو، ظالم کو سزا ملے اور حق دار کو اُس کا حق، لیکن جب خود گواہی دینا ظلم کا سبب بن رہا ہو تو ایسی گواہی چھُپا لینا واجب ہے، مثلاً آدمی جانتا ہے کہ اگر ظالم کے خلاف وہ گواہی دیدے گا تو وہ بعد میں اس کا مال لوٹ لے گا یا اسے تکلیف پہنچائے گا یا اس کے کسی عزیز رشتہ دار پر ظلم کر بیٹھے گا، ایسی صورت میں گواہی چھپا لینا واجب ہے، اسی طرح اگر آدمی دیکھ رہا ہو کہ قرض دار قرض میں ڈوبا ہوا ہے اور ادا نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنے مفلس ہونے کو ثابت کر سکتا ہے، دوسری طرف وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ قرض دینے والا شخص مہلت دینے پر تیار نہیں ہے تو ایسی صورت میں گواہی دے دینا کہ یہ اس کا قرض دار ہے، بیچارے قرض دار پر ظلم ہو جائے گا، پس یہاں گواہی چھپا لینا واجب ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

فَاَقِمِ الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى نَفْسِكَ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ فَاِنْ خِفْتَ عَلٰى اَخِيْكَ الضَّيْمَ فَلَا (۲۴)

تم اللہ کے لئے گواہی دو اگرچہ گواہی دینے میں خود تمہیں اپنے یا اپنے والدین اور اعزاء و اقرباء کے خلاف کچھ کہنا پڑے، لیکن بہر حال تمہیں اپنے دینی بھائی کو گواہی چھپا کر نقصان دینا نہیں چاہیئے، لیکن اگر تمہارے دینی بھائی کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو گواہی نہ دو۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے داوَد بن عصین روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام کو یہ کہتے سُنا ہے کہ

ا۔قِمْ الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ عَلَى الْوَلِدَيْنِ وَلَا تُقِيْمُوْهَا عَلَى الْاَخِ فِي الدِّيْنِ الضَّيْرَ خدا کے لئے لِلّٰهِ فِي اللّٰه گواہی دیا کرو، اگرچہ والدین اور بیٹے کے خلاف کچھ کہنا پڑے، لیکن اپنے دینی بھائی کے خلاف ضَیر کی خاطر

گواہی نہ دو، قُلتُ وَمَا الَّضیر؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ضَیر کیا چیز ہے؟

قَالَ اِذَ التَعَدّی فِیْهِ صَاحِبِ الْحَقِ الذِی یَدّ عِیهِ قِبلَه خَلَافَ مااَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ وَرَسُوْ لُه

فرمایا یہ اس وقت ہے جب کوئی حق رکھنے والا شخص اپنا حق حاصل کرنے کے سلسلے میں خدا اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ظلم پر اتر آئے۔

وَ مِثْلُ ذٰلِکَ اَنْ یَکُوْ نَ لِرَ جُلِ عَلٰی اٰ خَرِ دِیْنُ وھُوَ مُعْسِرُ وَ اَمَرَ اللّٰہُ تعالٰی بِاِنْظَارِ ہٖ حَتّٰی تَیَسّر قَال تَعَالٰی فَنَظِرَ ۃٌاِلٰی مَیْسِرَ ۃٍ، وَیَسْئَلُکَ اَنْ تُقِیمَ الشَّھَا دۃَوَ اَنْتِ تَعرِفُه بالْعُسْرِ، اَلَایَحِلُّ اَنْ تقِیِیمَ الشَّھَادَۃَ (۲۵)

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا قرض دوسرے شخص کی گردن پر ہو لیکن وہ دوسرا شخص تنگی میں ہو، خدائے تعالیٰ نے ایسی صورت میں اسکو آسودہ حال ہونے تک مہلت دینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے:

فَنَظِرَ ۃٌاِلٰی مَیْسِرَ ۃٍ (۲۶)

اس کے باوجود قرض دینے والا شخص تم سے گواہی دینے کو کہے، اب چونکہ تم قرض دار شخص کی تنگ دستی سے واقف ہو اس لئے تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم گواہی دے دو (کہ اس نے قرض لیا تھا)۔

امام موسیٰ کاظم سے ایک روایت ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْقَاسِمِ ابْنِ الْفُضَیْلِ عَنْ اَبِیْ الْحَسِنِ عَلَیْهِ السَّلامُ قَالَ۔

محمد ابن قاسم ابن فضیل نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے، کہتے ہیں کہ

عَنْ رُجَلِ مِنْ مَوَ الِیْکَ عَلَیْهِ دَیْنُ لِرَجُلِ مُخَالِفِ یُرِیْدُ اَنْ یُعْسِرَہ وَیَحْبِسَه، وَ قَدْعَلِمَ اللّٰہُ اَنَّھَا یَسسَتْ عِنْدَہ وَ لَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ وَلَیسَ لِغَرِیْمِه بِیِّنَۃُ، هَلْ یَجُوزُ لَه اَنْ یَلِفَ لَه عَنْ نَفْسِه حَتّٰی یَیْسِرَ اللّٰہُ لَه ،وَاِن کَا نَ عَلَیْهِ شُهُوْ دُ مِنْ مَوَالِیْکَ قَدْعَوَفُوْ اَنّہ لَا یَقْدِرُ هَلْ یَجُوزُ اَنْ یَشْهَدُوْ اعَلَیْهِ؟

میں نے امام سے پوچھا: آپ کے چاہنے والوں میں ایک شخص ہے جو آپ کے ایک دشمن کا قرض لئے ہوئے ہے، وہ شخص آپ کے اس چاہنے والے پر سختی کرنا چاہتا ہے اور قید خانے بھیج دینا چاہتا ہے، خدا جانتا ہے کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لے رقم نہیں ہے اور نہ ہی وہ ادا کرنے پر فی الحال قادر ہے، اس کے پاس اپنی تنگ دستی ثابت کرنے کے لئے بینہ (دو عادل آدمیوں کی گواہی) بھی نہیں ہے، آیا ایسی صورت میں وہ اپنی تنگ دستی ثابت کرنے کے لئے اور اس پریشانی کو آسودہ حالی ہو جانے تک کے لئے اپنے اوپر سے ہٹانے کے لئے قسم کھا سکتا ہے؟ اور اگر آپ کے چاہنے والوں میں سے کچھ گواہ اس قرض دار کے خلاف ایسے بھی ہوں جو اس کی تنگ دستی سے واقف ہیں، تو کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کے خلاف گواہی دے دیں، (کہ اس نے قرض لیا تھا)؟

قَالَ لَا یَجُوْ زُ اَنْ یَشَهَدُوْ اعَلَیْهِ وَ لَا یَنْوِیْ ظُلْمه (۲۷)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب دیا۔

ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اُس (قرض دار) پر ظلم کا قصد کریں!

جب گواہی دینے سے ضرر پہنچے

یہ جو ہم نے کہا تھا کہ اگر گواہی دینے کے سبب سے گواہ کو یا کسی مسلمان کو ضرر پہنچتا ہو تو گواہی دینا حرام ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ ضرر ظلم کی حد میں آتا ہو اور بے جا ہو، پس اگر ضرر کا آدمی مستحق

ہواور عدالت کا تقاضا ہوکہ اس کو وہ ضرر پہنچے تو گواہی دینا پھر بھی واجب رہتا ہے، مثلاً ایک شخص نے کوئی جرم کیا ہے، اب وہ آدمی جو اس جُرم کا گواہ ہے، محض اس لئے اس گواہی کو چھپا نہیں سکتا کہ اگر گواہی دے دی تو وہ آدمی دیا ہوا قرض واپس مانگ لے گا، یہ کوئی عذر نہیں ہے، مجرم کو شرعی طور پر سزا ملنی چاہیئے اگرچہ گواہ کو مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑے، اگر گواہ واقعی ایسا قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرسکتا تو وہ بیّنہ (دو عادل آدمیوں کی گواہی) یا قسم کے ذریعے اپنی تنگ دستی ثابت کرسکتا ہے، ہاں البتہ اگر مجرم کا جُرم گواہ پر آنے والے ضرر سے چھوٹا ہو، یعنی گواہ کو حد سے زیادہ زحمت، پریشانی یا جان کا خطرہ لاحق ہو تو یہ گواہی چھپانے کے لیئے ایک معقول عذر ہے۔

نقصان اور فائدہ نہ ہونا

ایک ضروری بات یہ ہے کہ ضرر ہونا اور فائدے سے محروم ہوجانا، یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں، اگر مندرجہ بالا مثال میں ایسا ہوکہ اگر گواہ مجرم کے خلاف گواہی نہ دے تو وہ مجرم اس کی آمدنی کے وسائل پیدا کرے گا، لیکن گواہی دے دینے کی صورت میں وہ اس فائدے سے محروم ہوجائے گا تو یہ کوئی عذر نہیں ہے، فائدہ نہ پہنچنا، ضرر نہیں کہلاتا۔

ہاں البتہ اگر گواہ مثلاً خود مجرم ہی کا ملازم ہو، گواہی دے دینے کی صورت میں اس کی نوکری چھوٹ جاتی ہو اور اس کے بعد انتہائی سخت پریشانی کا اندیشہ ہو کہ عرفِ عام میں اس کو ضرر کہا جائے تو آدمی گواہی چھپا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی، اور گواہی چھپانا، ان تینوں میں سے ہر ایک گناہِ کبیرہ ہے اور اس صورت میں گناہِ کبیرہ ہے جب کہ کوئی ضرر اس سے ٹکرا نہ رہا ہو، پس اگر ناحق گواہ کو یا کسی اور مسلمان کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو یہ تینوں گناہ نہیں رہتے بلکہ جائز ہوجاتے ہیں۔ بعض مواقع تو ایسے آتے ہیں جب (مثلاً جان بچانے کے لیے) جھوٹی قسم کھانا، جھوٹی گواہی دینا، یا گواہی چھپالینا واجب ہوجاتا ہے۔ بہر حال اصول یہ ہے کہ جو چیز زیادہ اہم ہو اسے اختیار کرلینا چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔سورہ فرقان ۲۵: آیت ۷۲
۲۔سورہ حج ۲۲: آیت ۳۰
۳۔وسائل الشیعہ ،گواہی کے ابواب، باب ۲
۴۔مستدرک الوسائل
۵۔وسائل الشیعہ
۶۔وسائل الشیعہ ،گواہی کے ابواب، باب ۲۰
۷۔مستدرک الوسائل
۸۔سورہ نور، آیت ۴
۹۔وسائل الشیعہ
۱۰۔کتاب مسالک
۱۱۔سورہ نور ۲۴، آیت ۵
۱۲۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۲۸۳
۱۳۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۲۸۲
۱۴۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۱۴۰
۱۵۔سورہ نساء، آیت ۱۳۵
۱۶۔سورہ مائدہ ۵، آیت ۸
۱۷۔سورہ طلاق ۶۵، آیت ۳
۱۸۔وسائل الشیعہ
۱۹۔سورہ نساء آیت ۵۸
۲۰۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۱۴۰
۲۱۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۲۸۲
۲۲۔سورہ بقرہ ۲، آیت ۲۸۲
۲۳۔وسائل الشیعہ ،گواہی کے ابواب، باب ۵
۲۴۔وسائل الشیعہ
۲۵۔سورہ بقرہ ۳، آیت ۲۸۰
۲۶۔۲۷۔کافی، تہذیب، گواہی کا باب